طبی عملہ اور املاک کے خلاف تشدد کے واقعات کا شرعی جائزہ

ڈاکٹر محمد عادل (تھیالوجی ٹیچر خیبر پختونخوا ایلمنٹری اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن)

adil.fareedi86@gmail.com

تعارف

3 مئی 2019ء کو ٹائپ ڈی ہسپتال کاٹلنگ ضلع مردان میں دو مریض ایک عورت اور بچہ الگ الگ لائے گئے، دونوں حالت کی اتنی تشویشناک تھی کہ ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر نے انہیں DHQ مردان منتقل کرنے کا کہا۔ تحصیل سطح کی اس ہسپتال میں اس وقت 1122 کی ایک ایمبولینس موجود تھی۔ چونکہ بچے کو ابتدائی طبی امداد پہلے فراہم کی گئی لہٰذا اسے ایمبولینس میں لایا گیا، اسی اثنا میں عورت کے لواحقین آئے اور ایمبولینس میں بچے کی جگہ عورت کو منتقل کرنے پر زور دینے لگے، بات تلخ کلامی تک پہنچ گئی۔ بالآخر ایمبولینس ڈرائیور نے عورت اور بچے دونوں کو ایک ساتھ منتقل کرنے کی حامی بھری، لیکن عورت کے لواحقین بضد تھے کہ صرف عورت کو لے جایا جائے۔ بات ہاتھاپائی تک پہنچ گئی اور عورت کے لواحقین میں سے ایک نے ڈرائیور پر پستول تھان لی اور فائر کر دیا۔ ڈرائیور بچ گیا لیکن گولی ڈ وارڈ کے اردلی کو لگی جو موقع پر جاں بحق ہو گیا[1]۔ ایسے بیسیوں واقعات ہمارے ہسپتالوں میں روزانہ کا معمول بن چکے ہیں۔ جس سے طب جیسا معزز و محترم شعبہ ایک محاذ جنگ کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔

اسی طرح عصر حاضر میں جہاں بھی فریقین باہم متصادم ہوتے ہیں تو دورانِ جنگ طبی عملہ اور ان کی املاک و تنصیبات بھی دیگر اہداف کی طرح نشانہ بنتے رہتے ہیں۔ جس سے طبی عملہ کو ہر وقت جان کا خطرہ رہتا ہے۔

طبی عملہ کی حفاظت یقینی بنانے کی غرض سے مختلف فورمز پر اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں، اس حوالہ سے انٹرنیشنل کمیٹی آف دی ریڈ کراس (ICRC) بھی سرگرم عمل ہے۔ پاکستان جیسے مذہبی ماحول رکھنے والے ممالک میں اس مسئلہ کی حساسیت اور روک تھام کی کوششوں کو عوامی سطح مقبولیت دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس مسئلہ کی شرعی نقطۂ نظر سے پیش کیا جائے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر راقم نے اس تحقیقی مقالہ میں طبی عملہ پر حملوں اور تشدد کا شرعی جائزہ لیا ہے اور ان حملوں کی وجوہات تلاش کر کے، ان کے روک تھام کے لئے کچھ تجاویز دی ہیں۔

یہ آرٹیکل تین حصوں پر مشتمل ہے: پہلے حصے میں ICRC کے زیر اہتمام طبی امداد خطرے میں (HCiD) پروجیکٹ کا تعارف مقاصد اور طریقہ کار بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں جنگ اور عام حالات میں طبی عملہ اور ان کی تنصیبات پر حملوں کا شرعی جائزہ لیا گیا ہے جبکہ

---

(1) یہ خبر 4 مئی 2019 کے خیبر نیوز میں شائع ہوئی اور اب بھی ان کے ویب سائٹ پر موجود ہے۔

تیسرے حصے میں ان حملوں اور تشدد کی وجوہات بیان کی جائیں گی، جس کے متعلق معلومات طبی عملہ میں شامل چوکیدار سے لے کر میڈیکل آفیسر تک کے اہلکاروں سے اکھٹی کی گئی ہے اور آخر میں حملوں اور تشدد کی روک تھام کے لئے چند تجاویز دی گئی ہیں۔

HCiD(طبی امداد خطرے میں) پروجیکٹ کا تعارف

طبی امداد خطرے میں(Health care in Danger) انٹرنیشنل کمیٹی آف دی ریڈ کراس(ICRC) کے زیرِاہتمام ایک پروجیکٹ ہے۔2008ء میں ICRC کے زیرِ اہتمام طبی عملہ اوراملاک پر حملوں کے متعلق آگاہی حاصل کرنے کے لئے 16 ممالک میں ایک سروے کیا گیا، یہ سروے 3 سال میں مکمل ہوا۔اس سروے کے نتائج سے یہ بات علم میں آئی کہ طبی عملہ اور املاک پر حملوں کا مسئلہ ایک انتہائی خطرناک شکل اختیار کر چکا ہے اور جو صورتحال درپیش ہے،اس کو مدنظر رکھ کر مستقبل میں کوئی بھی اس شعبے میں آنے کو تیار نہ ہو گا۔لہٰذا انٹرنیشنل ریڈ کراس کی اکتیسویں اجلاس منعقدہ دسمبر 2011ء میں(HCiD) پروجیکٹ شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا[1]۔

HCiD کے مقاصد اور طریقہ کار

HCiD پروجیکٹ کا بنیادی مقصد مسلح تصادم اور دیگر ہنگامی صورتحال کے وقت مریضوں اور زخمیوں تک طبی عملہ اور امداد کی رسائی ممکن بنانا نیز طبی عملہ،تنصیبات اور املاک کی حفاظت یقینی بنانا اور اس حوالے سے شعور اجاگر کرنا ہے۔ان مقاصد کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل تین مختلف مگر باہم منسلک اطراف میں کام کا انتخاب کیا گیا:

1۔طبی عملہ پر تشدد اور املاک کو نقصان پہنچانے کی روک تھام کے لئے عوامی سطح پر شعور اجاگر کرنا

2۔قومی سطح پر طبی عملہ پر تشدد کے خلاف بہترین حکمت عملی کی تشکیل کے لئے تگ ودو کرنا

3۔عالمی وملکی سطح پر متعلقہ کمیونٹی کو متحرک کرنا

دیکھا جائے تو ابتداء سے اب تک اس سلسلے میں کئی ممالک میں کانفرنسز، سرویز اور دیگر عملی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔پاکستان میں سب سے پہلے 2015ء میں HCiD کا پروجیکٹ شروع کیا گیا۔اس پروجیکٹ کے تحت پاکستان میں طبی عملہ کی حفاظت اور ایمبولینس کو راستہ دینے کے حوالے سے ابھی تک تین مرتبہ مختلف نعروں(slogans) کے ساتھ آگاہی مہم چلائی گئی ہے۔سن 2016ء میں "راستہ دیں"، 2017ء میں "پہلے زندگی" اور 2019ء میں "بھروسہ کریں" کے نعرے(slogan) اپنائے گئے۔

اس کے علاوہ 2019ء میں پاکستان کے 16 اضلاع میں طبی عملہ اور املاک پر حملوں کے حوالے سے ایک سروے کیا گیا جسے
"Violance Against Healthcare Workers: A Survey Across 16 Cities of Pakistan"

---

(1) یہ تفصیلات آئی سی آر سی کی نومبر 2015ء میں مرتب کردہ رپورٹ سے لی گئی ہے،اس رپورٹ کو Health Care In Danger Meeting the Challenges کا نام دیا گیا ہے۔

کا نام دیا گیا۔ اس سروے میں 6 ماہ کے دوران طبی عملہ اور املاک پر حملوں کا ڈیٹا اکھٹا کرنے کے ساتھ اس کی وجوہات بھی تلاش کی گئی۔ یہ ایک حوالہ سے آگاہی مہم بھی تھی[1]۔

اس کے علاوہ کراچی کی سطح پر بھی ریسرچ سوسائٹی آف انٹر نیشنل لاء کے تعاون سے شعبہ صحت سے منسلک قانونی ڈھانچے پر نظر ثانی کا اہتمام کیا گیا، تاکہ شعبہ صحت سے منسلک کارکنوں، اداروں اور ٹرانسپورٹ کی سیکورٹی سے متعلق موجودہ قانونی نظام کے اندر نقائص کی نشاندہی کی جاسکے اور اس حوالے سے بہتری کے لئے سفارشات دی جا سکیں[2]۔

طبی عملہ پر حملوں کے اعداد و شمار اور ICRC کی کوششیں

طبی امداد خطرے میں (HCiD) کے ڈیٹا کے مطابق دو تہائی سے زائد طبی عملہ کو کسی نے کسی صورت میں تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ طبی عملہ میں شامل تقریباً ہر درجہ کے اہلکار بنا تفریق جنس و عہدہ کے تشدد کا نشانہ بنتے ہیں۔ ان میں فزیشن، نرسز، ٹیکنیکل اسٹاف، سیکورٹی اسٹاف، ایمبولینس ڈرائیور وغیرہ شامل ہیں۔ البتہ دستیاب ڈیٹا کے مطابق تشدد کے اکثر واقعات ایمرجنسی کے شعبہ میں رونما ہوتے ہیں۔ یہ حالات صرف پاکستان تک محدود نہیں بلکہ اکثر ممالک میں طبی عملہ کو ایسی ہی صورتحال کا سامنا ہے۔ خطرناک بات یہ ہے کہ اکثر طبی عملہ مختلف وجوہات کی بناء پر تشدد کرنے والوں کے خلاف قانونی کاروائی نہیں کرتا، جس سے ایسے واقعات میں روز افزوں اضافہ ہوتا جارہا ہے[3]۔

ان واقعات کی روک تھام کے حوالے سے ICRC کو عوامی آگاہی کے علاوہ کئی کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں، جن میں ایک بڑی کامیابی اقوام متحدہ کے سلامتی کونسل سے اس حوالہ سے قرارداد کی منظوری ہے۔ اس قرارداد سے عالمی سطح پر اس پیغام کو اجاگر کیا گیا اور تمام ممالک کو اس مسئلہ کی حساسیت کا احساس دلایا گیا۔ یہ قرارداد 3 مئی 2016 کو سلامتی کونسل میٹنگ نمبر 7685 میں منظور کی گئی۔ اس قرارداد میں واضح طور پر طبی عملہ کو عزت و تحفظ کی فراہمی یقینی بنانے پر زور دیا گیا[4]۔

یاد رہے کہ HCiD پروجیکٹ 2011ء میں شروع کیا گیا، لیکن طبی عملہ کی تحفظ کے حوالے سے دفعات جنیوا کنونشنز اور اس کے اضافی ملحقات (پروٹوکولز) میں پہلے سے موجود تھے۔ ان دفعات میں طبی عملہ اور املاک کی حفاظت کے لئے تقریباً ایک ہی بات دہرائی گئی ہے۔

---

(1) یہ تفصیلات معروف انگریزی روزنامہ The News کی 7 دسمبر 2019ء کے شمارہ سے لی گئی ہے، جو Survey on violence against healthcare Workers Launched کے عنوان کے تحت شائع کی گئی۔

(2) یہ تفصیلات آئی سی آر سی کی مرتب کردہ رپورٹ بنام Towords Protecting Health Care In Karachi A Legal Review سے حاصل کی گئی۔

(3) یہ تفصیلات آئی سی آر سی کی مرتب کردہ رپورٹ سے لی گئی ہے، اس رپورٹ کو Violence against health crae result from a multi-center Study from Karachi کا نام دیا گیا۔

(4) یہ قرارداد پوری تفصیل کے ساتھ اقوام متحدہ کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔

جنیوا کنونشن 1949ء کی آرٹیکل 24، جنیوا کنونشن کے اضافی پروٹوکول نمبر 1 دفعہ 15، 16 اور پروٹوکول نمبر 2 کی دفعہ 9، 10 میں طبی عملہ کی تحفظ کی بات کی گئی۔

ان عالمی قوانین کے علاوہ ممالک کی سطح پر بھی طبی عملہ اور ان کی املاک وتنصیبات کو مکمل تحفظ کی فراہمی یقینی بنانے کے لئے وہاں موجود قوانین میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لئے مختلف فومر زپر ان کے زمہ داروں سے بات چیت کی جاتی ہے۔

طبی عملہ اور املاک وتنصیبات پر حملوں کا شرعی جائزہ

طبی عملہ اور املاک پر حملوں کا شرعی جائزہ دو حصوں میں پیش کیا جائے گا، پہلے حصہ میں مسلح تصادم کے وقت طبی عملہ اور املاک پر حملوں کی شرعی حیثیت بیان کی جائے گی اور دوسرے حصہ میں عام حالات میں ان پر حملوں کا شرعی حکم تلاش کیا جائے گا۔

(ا) مسلح تصادم کے وقت طبی عملہ پر حملوں کی شرعی حیثیت:

اسلامی قانونِ جنگ میں مسلح تصادم کے وقت مخالف فریق کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، ایک مسلح یعنی لڑائی میں حصہ لینے والے اور دوسرے غیر مسلح یعنی وہ لوگ جو لڑائی میں شریک نہیں ہوتے۔ شریعت نے غیر مسلح لوگوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے، سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ[1]۔

ترجمہ: اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی خدا کی راہ میں ان سے لڑو، مگر زیادتی نہ کرنا کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

امام ابو بکر جصاصؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

أنه أمر فيها بقتال من قاتل والكف عمن لا يقاتل[2]۔

ترجمہ: ان لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے جو لڑنے والے ہوں اور ان لوگوں سے لڑنے سے منع کیا گیا ہے جو جنگ نہ کرے۔

اسی طرح علامہ زمخشری نے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی حکم دیگر الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا ہے:

رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم يقاتل من قاتل ويكف عمن كف[3]۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ لڑنے والوں سے جنگ کرتے اور جو لڑائی سے رکتے ان سے آپ ﷺ بھی ان سے رکتے تھے۔

فقہ حنفی کے نامور فقیہ اور قانون دان علامہ سرخسیؒ یہ حکم ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

إنما يقتل منهم من يقاتل دون من لا يقاتل[4]۔

---

(1) سورۃ البقرۃ ۲:۱۹۰

(2) احکام القرآن، احمد بن علی الجصاص، ۱:۳۲۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۵ھ

(3) الکشاف، محمود بن عمرو الزمخشری، ۱:۲۳۵، دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ

(4) شرح السیر الکبیر، محمد بن احمد السرخسی، ۱:۱۴۲۹، الشرکۃ الشرقیۃ للاعلات، ۱۹۷۱ء

ترجمہ: ان سے جنگ کیا جائے گا جو جنگ کرتے ہوں نہ کہ ان سے جو جنگ نہیں کرتے۔

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلح افراد کو قتل کرنا اور ان پر حملہ کرنا شریعت کی رو سے جائز نہیں۔

فوج میں شامل طبی عملہ مقاتل ہیں یا غیر مقاتل

اسلامی قانونِ جنگ میں غیر مقاتلین کے قتل سے منع کیا گیا ہے، جن میں بچوں، عورتوں اور ضعیف العمر افراد کے متعلق تو صریح نصوص موجود ہیں، لیکن دیگر غیر مقاتلین کے متعلق واضح احکامات موجود نہیں البتہ بعض نصوص سے کچھ غیر مقاتلین کو قتل یا ان پر حملہ کرنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے، جیسے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لا يقتلن امرأة ولا عسيفا[1]۔

ترجمہ: عورت اور عسیف کو قتل نہ کرو۔

علامہ ابن عربیؒ فرماتے ہیں:

الْعُسَفَاءُ: وَهُمْ الْأُجَرَاءُ وَالْفَلَّاحُونَ، وَكُلٌّ مِنْ هَؤُلَاءِ حَشْوَةٌ[2]۔

ترجمہ: عسفاء سے مراد مزدور، کسان اور اسی طرح کے دیگر لوگ ہیں۔

ڈاکٹر محمد خیر ہیکل عسیف کی اصطلاح کو مزید وسعت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

العسفاء يصدق على الاعمال المستأجرين في المصانع وعلى المستأجرين للعناية بشؤون الطب والاسعاف والتمريض[3]۔

ترجمہ: عسفاء کا اطلاق فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدوروں، طب، زخمیوں کے لے جانے اور امراض کے شعبوں میں کام کرنے والوں پر ہوتا ہے۔

پاکستان کے معروف قانون دان شریعہ اکیڈمی اسلام آباد کے سابق ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد مشتاق صاحب نے اپنے آرٹیکل میں دلائل کی روشنی میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ طبی عملہ جنگ میں مخصوص کردار ادا کرنے کے باوجود قانونی لحاظ سے مقاتلین نہیں اور ان پر حملہ کرنا ناجائز ہے[4]۔

---

(1) سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی قتل النساء، رقم الحدیث: ۲۶۶۹

(2) احکام القرآن، محمد بن عبد اللہ ابو بکر بن العربی، ۱: ۱۵۰، دار الکتب العمیۃ، بیروت، ۲۰۰۳ء

(3) الجہاد والقتال فی السیاسۃ الشرعیۃ، الدکتور خیر محمد ہیکل، ص ۱۲۷۰، دار البیارق، ت ن

(4) یہ عبارت ڈاکٹر محمد مشتاق صاحب ڈائریکٹر جنرل شریعہ اکیڈمی اسلام آباد کے آرٹیکل "طبی خدمات اور سہولیات کے تحفظ کی ضرورت: اسلامی شریعت کے چند رہنما اصول" سے لی گئی ہے، جو کہ مجلہ علوم اسلامیہ ودینیہ، ہری پور یونیورسٹی کے دسمبر 2017ء کے شمارے میں شائع ہوا۔

عالمی قوانین پر دستخط امان تصور ہو گا

علامہ کاسانیؒ نے بدائع الصنائع میں اسلامی قانونِ جنگ کا ایک قاعدہ ذکر کیا ہے:

أن دم الكافر لا يتقوم إلا بالأمان[1]۔

ترجمہ: کافر کا خون امان کے بعد ہی محترم ہوتا ہے۔

اس قاعدہ سے ثابت ہوتا ہے کہ متصادم فریقین کے جنگ کے اہل افراد کو تحفظ تب ہی حاصل ہو گا جب مخالف فریق کی طرف سے ان کو امان دیا جائے۔ عصر حاضر میں انفرادی طور پر امان کا تصور موجود نہیں بلکہ حکومت یا مسلح فریق ہی یہ فیصلہ کرتی ہے۔ ذیل میں اس نکتہ پر تفصیلاً بحث کی جائے گی:

کسی بھی حکومت کو اختیار حاصل ہے کہ اپنی فوج کو یک طرفہ طور پر کسی شخص یا گروہ پر حملہ کرنے سے منع کرے، جیسے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر میں بعض اشخاص کے قتل سے منع فرمایا تھا[2] اور اسی واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے ڈاکٹر خیر محمد ہیکل لکھتے ہیں:

لصاحب السلطة الحق فی ان یصدر امرا للجیش ان لایتعرضو بالقتل لاشخاص معینین بذواتهم اور باوصاف محددة تمیزهم عن غیرهم وذلک اما على مصلحة یراها فی ذالک واما بناء على اتفاقیة دولیة اور ثنائیة --۔ ومثل هذا التصرف انما هو من باب الامان[3]۔

ترجمہ: حاکم کو اختیار حاصل ہے کہ اپنی فوج کو معین اشخاص یا دوسروں سے ممتاز اوصاف کے لوگوں پر حملہ نہ کرنے کا حکم دے، چاہے کسی مصلحت کی بناء پر ہو یا بین الاقوامی یا دو ممالک کے درمیان معاہدہ کی وجہ سے۔--اور یہ تصرف امان تصور کیا جائے گا۔

موجود زمانے میں حکومتیں اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کی قرارداد کو مان کر اور بین الاقوامی قانونِ انسانیت (International humanitarian Law) پر دستخط کر کے خود کو ان قوانین کا پابند بناتی ہیں اور مذکورہ قوانین میں یہ دفعات موجود ہیں کہ طبی عملہ اور املاک پر حملہ نہیں کیا جائے گا اور ایسا کرنا جرم تصور ہو گا۔ لہٰذا کسی حکومت یا مسلح گروہ کی طرف سے اقوام متحدہ کی قراردادوں کو ماننا اور آئی ایچ ایل پر دستخط کرنا اس کی طرف سے امان تصور کیا جائے گا اور طبی عملہ اور تنصیبات پر حملہ امان کی خلاف ورزی اور جرم ہو گا۔

اسی طرح حکومت کی طرف سے عالمی قوانین پر دستخط کر کے اس کا حصہ بن جانا ایک معاہدہ ہے اور معاہدے کی خلاف ورزی شریعتِ اسلامی کی نظر میں ایک بدترین جرم ہے، قرآن کریم میں معاہدات کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ[4]۔

---

(1) بدائع الصنائع، ابو بکر بن مسعود الکاسانی، ۷: ۱۰۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۶ھ

(2) الروض الأنف، عبد الرحمٰن بن عبد اللہ السہیلی، ۵: ۹۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۲ھ

(3) الجہاد والقتال فی السیاسۃ الشرعیۃ، ص ۱۲۶۸

(4) سورۃ المائدۃ، ۵: ۱

ترجمہ: اے ایمان والو! عہد پورے کیا کرو۔

پھر جنگ سے متعلق معاہدات کو پورا کرنے کی خاص طور پر پورا کرنے کی سختی سے تاکید کی گئی ہے، جیسے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

من كان بينه وبين قوم عهد فلا يحلن عهدا ولا يشدنه حتى يمضي أمده أو ينبذ إليهم على سواء[1]۔

ترجمہ: جس آدمی کے اور کسی قوم کے درمیان عہد و پیمان ہو تو جب تک اس کی مدت ختم نہ ہو جائے یا اس عہد کو ان تک برابری کے ساتھ واپس نہ کیا جائے، ہر گز عہد نہ توڑے اور نہ نیا عہد کرے۔

لہٰذا سیکورٹی کونسل کی قرادادوں کو ماننے اور بین الاقوامی قانون انسانیت (IHL) پر دستخط کے بعد طبی عملہ یا تنصیبات کو نشانہ بنانا معاہدہ کی خلاف ورزی اور شرعاً ممنوع ہے، اور ایسے افراد کے لئے سخت وعیدات آئی ہے۔

طبی تنصیبات اور املاک پر حملہ کرنے کی شرعی حیثیت

اسلامی قانونِ جنگ میں واضح طور پر درج ہے کہ کسی ملک پر حملہ اور پھر غالب آجانے کے بعد غیر ضروری غارت گری کی شرعاً اجازت نہیں، جیسے سیدنا ابو بکرؓ جب کسی لشکر کو رخصت کرتے وقت ہدایات دیتے تو اس میں یہ بھی فرماتے:

لا تقطعن شجرا مثمرا ولا تخربن عامرا[2]۔

ترجمہ: پھلدار درخت کو نہ کاٹو، عمارتوں کو نہ ڈھاؤ۔

اسی طرح عمارتوں میں خاص طور پر مخالفین کی عبادت گاہوں کو منہدم کرنے سے گریز کیا گیا، جیسے حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَحَ خَيْبَرَ عَنْوَةً وَأَقَرَّهُمْ عَلَى مَعَابِدِهِمْ فِيهَا وَلَمْ يَهْدِمْهَا[3]۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو بزور فتح کیا اور ان کی عبادت گاہوں کو مسمار کئے بغیر برقرار رکھا۔

ان دلائل کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ عوامی مقامات اور عوام کی املاک کو جنگ میں بلاضرورت نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ ہسپتال اور دیگر طبی املاک جیسے ایمبولینس وغیرہ تو نہ صرف عوامی مقامات ہیں بلکہ عوام کی زندگی و موت سے ان کا تعلق ہے۔ پھر عالمی قوانین میں طبی املاک و تنصیبات پر حملوں کی ممانعت کی گئی ہے اور تمام ممالک ان قوانین پر دستخط کر کے ان کی پاسداری کا عہد کرتے ہیں، لہٰذا طبی املاک جس قسم کی بھی ہوں، ان کو نشانہ بنانا شرعی اور قانونی طور پر جرم ہے۔

---

(1) سنن الترمذی، ابواب السیر، باب ماجاء فی الغدر، رقم الحدیث: ۱۵۸۰

(2) الموطا، مالک بن انس، کتاب الجہاد، النہی عن قتل النساء والصبیان فی الغزو، رقم الحدیث: ۱۶۲۷

(3) احکام اہل الذمۃ، ۳: ۱۱۹۹

(۲)عام حالات میں طبی عملہ اور املاک پر حملوں کی شرعی حیثیت:

مسلح تصادم کے علاوہ عام حالات میں طبی عملہ اور املاک پر حملے روزانہ کا معمول ہیں، درج سطور میں اصول شریعت کی روشنی میں اس کا شرعی حکم بیان کیا جائے گا۔

انسان جان کو کسی قسم کا نقصان پہنچانا شرعی اور قانونی طور پر قابل سزا جرم مانا جاتا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ[1]۔

ترجمہ: اور ہم نے ان پر لازم قرار دیا تھا کہ جان کے بدلہ جان ہے، آنکھ کے بدلہ آنکھ، ناک کے بدلہ ناک، کان کے بدلہ کان، دانت کے بدلہ دانت اور زخموں میں بھی برابر کا بدلہ ہے۔

اسی طرح حدیث مبارک میں بھی انسانی جان ومال اور عزت کو نقصان پہنچانے کو حرام قرار دیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

فإن دماءكم وأموالكم وأعراضكم بينكم حرام[2]۔

ترجمہ: تمہارا خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہے۔

بلکہ شریعتِ اسلامی کے بنیادی کے پانچ مقاصد میں جان کی حفاظت شامل ہے، امام غزالیؒ مقاصد شریعہ کی تفصیل بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

مقصود الشرع من الخلق خمسة، وهو أن يحفظ عليهم دينهم، ونفسهم، وعقلهم، ونسلهم، ومالهم[3]۔

ترجمہ: مخلوق سے مقصود شرع پانچ ہیں: یہ کہ ان کے دین، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کی جائے۔

پھر طبی عملہ اور ان کے املاک کا احترام دوسرے کے مقابلے کہیں بڑھ کر ہے، کیونکہ لوگوں کا علاج ومعالجہ اور تیمارداری ان کے ذمے ہیں اور اس ذمہ داری سے عہدہ برآں ہونا ایک دوستانہ اور صحت مند ماحول کے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا طبی عملہ اور ان کی املاک کا تحفظ دوسروں کے مقابلے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

طبی عملہ پر بھی قانون کی پاسداری لازم ہے، کہ کوئی غیر تربیت یافتہ شخص یا عطائی ڈاکٹر ان کے عملہ میں شامل نہ ہو، کیونکہ ان کا تعلق براہ راست انسانی جان سے ہوتا ہے اور ایک انسانی جان کی حرمت پوری انسانیت کی حرمت کے برابر ہے۔

طبی عملہ سے غلطی صورت میں شرعی حکم

بعض اوقات کسی مریض کا علاج کرتے ہوئے طبی عملہ سے غلطی سرزد ہوجاتی ہے اور مریض جسمانی یا جانی نقصان ہوتا ہے، ایسی صورت میں شریعت نے احکامات دی ہیں، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

---

(1) سورۃ المائدۃ،۵:۴۵

(2) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب قول النبی ﷺ رب مبلغ اوعی من سامع، رقم الحدیث:۶۷

(3) المستصفیٰ، محمد بن محمد الغزالی، ۱:۱۷۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۳ھ

من تطبب و لا يعلم منه طب فهو ضامن[1]۔

ترجمہ: ایسا طبیب جو طب سے ناواقف ہو، تو (نقصان کی صورت میں) وہ ضامن ہو گا۔

اسی طرح سیدنا عمرؓ نے فرمایا:

من وضع يَده من المتطببين فِي علاج أحد فَهُوَ ضَامِن إِلَّا أَن يكون طَبِيبا مَعْرُوفا[2]۔

ترجمہ: طبیب معروف کے علاوہ جو کوئی کسی کا علاج کرے گا، تو (نقصان کی صورت میں) وہ ضامن ہو گا۔

علامہ ابن رشد اس حکم کو مزید تفصیل سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وإن لم يكن من أهل المعرفة فعليه الضرب، والسجن، والدية[3]۔

ترجمہ: اگر طبیب فن طب سے واقف نہ ہو تو سرزنش ہو گی اور قید کی سزا اور دیت واجب ہو گی۔

مندرجہ بالا دلائل سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں:

1. طبیب اگر تربیت یافتہ اور اس سے علاج میں کوئی غلطی سرزد ہوئی، تو ایسی صورت میں شریعت کی رو سے وہ جوابدہ نہ ہو گا اور نہ وہ مجرم متصور ہو گا۔
2. غیر تربیت یافتہ طبیب کا پریکٹس کرنا شرعاً و قانوناً جائز نہیں اور اس سے علاج میں غلطی ہوئی اور کسی مریض کو نقصان پہنچا تو اسے قید، دیت یا کوئی اور تعزیری سزا دی جائے گی۔
3. غیر تربیت یافتہ طبیب کو سزا دینا حکومت کا کام ہے نہ کہ مریض کے لواحقین یا عام لوگوں کا، لہٰذا نقصان کی صورت میں لواحقین قانونی کاروائی کریں گے۔ اگر کسی مریض کے لواحقین نے خود سے کسی بھی قسم کا تشدد کیا تو یہ بذات خود ایک قانونی جرم ہو گا۔

طبی عملہ پر تشدد کی وجوہات

جنگ کے موقع پر طبی عملہ پر حملوں کی وجہ

جنگ میں طبی عملہ اور املاک پر حملوں کی وجوہات میں مسلح افواج کا عالمی قوانین اور جنگی اخلاقیات سے لاعلمی ایک بڑی وجہ ہے۔

عام حالات میں تشدد کی وجوہات

اس کے علاوہ ذیل کے سطور میں پاکستان میں طبی عملہ اور تنصیبات پر حملوں کے حوالہ سے لکھا جائے گا، چونکہ کی وجوہات مختلف ہوتی ہیں کبھی مریض اور اس کے لواحقین کی طرف سے زیادتی کی جاتی ہیں اور کبھی طبی عملہ کی کوتاہی کا دخل ہوتا ہے۔ یہ معلومات طبی عملہ میں شامل مختلف درجات کے اہلکاروں سے حاصل کی گئی۔ بالترتیب دونوں کی وجوہات بیان کی جاتی ہیں:

---

(1) سنن ابی داؤد، کتاب الدیات، باب من تطبب بغیر علم فاعنت، حدیث: ۴۵۸۶

(2) العلاج بالاغذیۃ والاعشاب، عبد الملک بن حبیب، ۱: ۳۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۸ء

(3) بدایۃ المجتهد ونہایۃ المقتصد، ابن رشد الحفید محمد بن احمد، ۴: ۱۸، دار الحدیث، القاہرۃ، ۱۴۲۵ھ

مریض اور اس کے لواحقین کی طرف سے زیادتی

طبی عملہ اور وسائل کی کمی

پاکستان کی حد تک تشدد کے واقعات میں ایک بڑی وجہ طبی عملہ اور وسائل کی کمی ہے، جس میں وینٹی لیٹر، آپریشن تھیٹر، بیڈ، ایمبولینس، ادویات اور طبی عملہ ہسپتالوں میں آبادی کے مطابق وسائل دستیاب نہیں۔ مریضوں کی ایک بڑی تعداد ہسپتالوں کا رُخ کرتی ہے اور ہر کوئی وقت پر بین الاقوامی معیار کے مطابق سہولیات اور طبی امداد کا خواہا ہوتا ہے۔ جبکہ طبی عملہ کمی کے باعث نہ ان تک بروقت طبی امداد پہنچا سکتا ہے اور نہ اعلیٰ قسم کی سہولیات۔

ابتدائی سطح پر طبی امداد کی عدم فراہمی

یونین کونسل کی سطح پر موجود بنیادی مرکز صحت (BHU) اور تحصیل کی سطح پر ہسپتال موجود ہوتے ہیں لیکن پھر بھی معمولی قسم کے امراض میں مریض کو ضلعی سطح کے ہسپتال لے جایا جاتا ہے، جہاں پہلے سے وسائل و طبی عملہ ناکافی ہوتا ہے۔ اس لئے طبی عملہ وہ توجہ اور سہولیات نہیں دے پاتے جو مریض اور اس کے لواحقین توقع رکھتے ہیں۔

میڈیا کا منفی کردار

طبی عملہ پر تشدد میں میڈیا کا منفی کردار ایک وجہ بنتا ہے۔ میڈیا کے ذریعہ لوگوں کو یہ تو دکھایا جاتا ہے کہ بین الاقوامی معیار کے طبی سہولیات تک رسائی ان کا حق ہے، لیکن اپنے ملکی حالات اور صحت کے بجٹ کے متعلق اس طرح کی آگاہی نہیں دیتا۔ پھر جب لوگ مریض کو لے کر ہسپتال جاتے ہیں تو وہاں اس قسم کے بین الاقوامی معیار کے سہولیات طبی عملہ سے طلب کرتے ہیں، جس کے فراہم کرنے سے وہ معذور ہوتے ہیں۔

اسی طرح جب کسی مریض کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو میڈیا حقائق جانے بغیر بار بار یہ خبر چلاتے ہیں کہ ڈاکٹر کی غفلت کی وجہ سے مریض کو نقصان پہنچا، جس سے عوام کے جذبات بڑھک جاتے ہیں اور نتیجہ طبی عملہ پر تشدد کی صورت میں نکلتا ہے۔

بروقت علاج نہ کرانا اور عدم برداشت

صحت کے حوالہ سے ہمارے معاشرے میں ایک قسم کی غفلت پائی جاتی ہے اور بیماری کی ابتدائی مراحل میں گھریلوں ٹوٹکے اور تعویذ گنڈھے سے کام چلانے کی کوشش کی جاتی ہے، جب بیماری حد سے بڑھ جاتی ہے تو پھر مریض کو ہسپتال لے جایا جاتا ہے اور وہاں مریض کی حالت میں جلد از جلد بہتری کی خواہش ہوتی ہے اور طبی عملہ ٹیسٹ وغیرہ سے بیماری کی تشخیص کی کوشش کرتا ہے، اس دوران مریض کے لواحقین اکثر طبی عملہ پر غفلت و عدم توجہی کا الزام لگا کر تشدد پر اتر آتے ہیں۔

غیر ضروری دخل اندازی

ہسپتال میں تعینات طبی عملہ وہاں ایک نظام کے تحت کام کرتا ہے، جس سے عام طور باہر کے لوگ ناواقف ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب باہر سے غیر ضروری دخل اندازی کی جاتی ہے تو پورا نظام متاثر ہوتا ہے، جیسے سیاسی اثر رسوخ کے حامل لوگ ہسپتال جا کر من مانی کی کوشش کرتے

ہیں یا عدالت کوئی ایسا حکم دیتی ہیں جو طبی عملہ کے لئے مشکلات کا باعث بنتا ہے۔ لہٰذا ایسے مواقع پر طبی عملہ کے لئے حالات سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اس کا نتیجہ تشدد کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

قوانین کی عدم موجودگی

مریض یا اس کے لواحقین کو اگر کوئی شکایت ہو تو اس کا ازالہ کرنے کے لئے کوئی فوری نظام موجود نہیں یا ہسپتال کے اندر جو خود احتسابی کا نظام ایتھیکل کمیٹی کی صورت موجود ہو بھی تو کاروائی کا تصور تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے، اس لئے مریض کے لواحقین اپنا غصہ طبی عملہ پر تشدد کی صورت میں نکالتے ہیں۔

طبی عملہ کی طرف سے کوتاہیاں

طبی عملہ کی غیر حاضری اور ہڑتالیں

بعض اوقات طبی عملہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی سے کام لیتا ہے، کبھی غیر حاضر رہتا ہے تو کبھی ہڑتال پر ہوتا ہے، تو عملہ جو پہلے سے ناکافی ہے، وہ مزید کم ہو جاتا ہے اور ایسے وقت میں مریض ایمرجنسی کی حالت میں لایا گیا ہوتا ہے اور اسے ہنگامی بنیادوں پر علاج کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض اوقات ڈاکٹرز ہسپتال میں موجود ہوتے ہیں لیکن بروقت مریض کو طبی امداد فراہم نہیں کی جاتی، جس سے حالات ناخوشگوار ہوتے ہیں۔

طبی عملہ میں برداشت کی کمی اور شائستگی کا فقدان

ہسپتال میں لوگ مجبوراً آتے ہیں اور مریض کی وجہ سے ذہنی تناؤ کا شکار ہوتے ہیں، تو جب کسی بھی وجہ سے انہیں توجہ نہیں ملتی یا علاج کروانے میں رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ایسے مواقع پر وہ طبی عملہ سے الجھتے ہیں۔ اگر طبی عملہ برداشت سے کام لے کر شائستگی کے ساتھ ان سے پیش آئے تو بات وہی ختم ہو سکتی ہے، لیکن مختلف وجوہات کی وجہ سے طبی عملہ اور خاص طور پر نوجوان عملہ ان سے الجھتا ہے، ایسے صورتحال میں بات تشدد پر جا کر ہی ختم ہوتی ہے۔

لاپرواہی برتنا

بعض مواقع پر طبی عملہ لاپرواہی کا مظاہرہ کرتا ہے، جس کا نتیجہ مریض کو نقصان پہنچنے کی صورت میں نکلتا ہے، ایسے مواقع پر چونکہ ہسپتال میں فوری ازالہ کا کوئی طریقہ کار بھی نہیں ہوتا، لہٰذا تشدد کے واقعات وجود میں آتے ہیں۔

فیس کے لئے غیر ضروری علاج اور بلاضرورت ادویات

نجی ہسپتالوں میں دیکھنے میں آیا ہے کہ محض فیس کے لئے بغیر ضرورت کے مریض کی سرجری کی جاتی ہے اور یہ اکثر زچگی کے مواقع پر ہوتا کہ بغیر سرجری کے بچے کی پیدائش ممکن ہوتی ہے لیکن فیس کے لئے وقت سے پہلے سرجری کر کے زچہ و بچہ کی زندگی خطرے میں ڈال دی جاتی ہے۔

اسی طرح فارماسوٹیکل کمپنیوں سے مراعات حاصل کرنے کی خاطر ڈاکٹر مقررہ وقت میں ادویات کی خاص مقدار فروخت کرنے کے لئے مریضوں کو غیر ضروری طور ادویات لکھ دیتے ہیں، چونکہ ادویات کی قیمتیں بھی زیادہ ہوتی ہیں، اس لئے ناخوشگواری کا ماحول بن جاتا ہے۔

اخراجات کا بروقت نہ بتانا اور میت نہ دینا

مریض کے بنیادی حقوق میں یہ بات شامل ہے کہ پہلے سے اسے علاج کے متعلق پوری معلومات اور اخراجات بتائے جائیں، لیکن پرائیویٹ ہسپتالوں میں ایسا نہیں ہوتا اور اکثر مریض کے انتقال کے بعد اخراجات کی ادائیگی تک میت روک لی جاتی ہے، ایسے مواقع پر اکثر ناخوشگوار واقعات رونما ہوتے ہیں۔

تجاویز

پہلی دو تجاویز مسلح تصادم کی صورت میں طبی عملہ پر حملوں کی روک تھام کے لئے ہے اور بعد میں پاکستان کے حوالہ سے تجاویز دی گئی ہیں:

1. جنگ میں شامل ہونے سپاہیوں کو جنگی اخلاقیات کی بھرپور تربیت دی جائے اور جنگ کے متعلق عالمی قوانین سے اسے روشناس کرایا جائے تاکہ وہ طبی عملہ اور املاک کو نشانہ بنانے سے باز رہے۔
2. جنگ کے موقع پر جو کوئی عالمی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے طبی عملہ و رضاکاروں اور املاک کو نشانہ بنائیں تو ان کو جنگی جرائم پر سزا دینا یقینی بنائی جائے، یہ متصادم فریقین اور عالمی برادری کی یکساں ذمہ داری بنتی ہے۔
3. صحت کے شعبہ کے لئے مختص بجٹ (جو کل ترقیاتی پیداوار (GDP) کا ایک فیصد بھی نہیں بنتا) میں اضافہ کرکے ہسپتالوں میں طبی عملہ اور سہولیات میں آبادی کے تناسب سے اضافہ کیا جائے اور بہتری لائی جائے۔ اسی طرح بیسک ہیلتھ یونٹس کی سطح پر کم از کم اتنے وسائل فراہم کئے جائیں کہ ہر چھوٹی بڑی بیماری و ایمرجنسی میں بڑے ہسپتالوں کی طرف رجوع کی ضرورت نہ پڑے۔
4. طبی عملہ، ایمبولینس اور ہسپتال میں خصوصاً ایمرجنسی کے شعبہ کی سیکورٹی کے لئے باقاعدہ نظام وضع کیا جائے، جو طبی عملہ کی حفاظت کی ذمہ داری سرانجام دے۔
5. طبی عملہ اور تنصیبات کی ضرورت و اہمیت اور ان پر حملوں کی روک تھام کی غرض سے عوامی سطح پر شعور اجاگر کیا جائے، جس میں میڈیا، سوشل میڈیا اور علماء کی مدد حاصل کی جائے اور اس کے ساتھ تعلیمی نصاب میں بھی اس حوالہ سے مضامین شامل کئے جائیں۔
6. صحت کے حوالے سے عوام میں آگاہی پیدا کرنا تاکہ ابتدائی سطح پر مرض کی تشخیص ہو سکے اور مریض کا علاج بروقت ممکن ہو سکے۔
7. ہسپتالوں کی حساسیت کو دیکھتے ہوئے اس میں بیرونی مداخلت چاہے سیاسی ہو یا عدالتی مکمل طور پر بند ہونے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

8. حکومت اور طبی عملہ میں ایسی کوارڈینیشن ہو کہ طبی عملہ کے مطالبات پر بروقت کاروائی عمل میں لائی جائے اور ہڑتالوں اور احتجاجوں کی نوبت نہ آئے۔

9. طب کے شعبہ میں آنے والوں کو طب کے ساتھ ساتھ معاشرہ کے عمومی مزاج کو دیکھتے ہوئے غیر معمولی حالات میں جذبات کو قابو میں رکھنے کی تربیت دی جائے، تا کہ بات ان کے رویئے کی وجہ سے بگڑنے کے بجائے بہتری کی جانب آئے۔

10. طبی عملہ کو طبی اخلاقیات کی بھی تعلیم دی جائے تا کہ وہ مریض کا علاج وتیمارداری ایک قومی و دینی فرض سمجھتے ہوئے انتہائی لگن سے کرے اور دورانِ علاج کوئی کوتاہی سرزد نہ ہو۔ اسی طرح وہ غیر ضروری ادویات و اخراجات بھی مریض پر لادنے سے بھی گریز کریں۔

11. عالمی قوانین و معاہدات پر دستخط کرنا گویا ان قوانین کو تسلیم کرنا ہے، چونکہ طبی عملہ اور املاک پر حملہ کرنے کا جرم ہونا، ہمارے دستور اور شرعی اصولوں کے بالکل مطابقت رکھتا ہے، اس لئے طبی عملہ اور املاک کو نقصان پہنچانے پر عالمی قوانین کی روشنی میں سخت فوجداری سزائیں مقرر کی جائیں تا کہ ایسے واقعات کی روک تھام ممکن ہو۔